السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید نے ایک جانور بااراده قربانی خرید کیا اور کسی وجہ سے اس کی قربانی نہیں ہوئی اور ایام قربانی گزر گئے ۔ اب اس جانور کی قربانی دوسرے سال یا قضا درمیان سال کے جائز ہوگی یا نہیں اور اگر دوسرے سال جائز ہو تو ادا ہوگی یا قضا اور اس جانور کو دوسرے مصرف میں مثل عقیقہ یا ولیمہ وغیرہ کے لانا درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن وحدیث صحیح سے ارقام فرمائیں ۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں کہ اگر کوئی شخص بہ نیت اضحیہ جانور خریدے اور کسی وجہ سے قربانی نہ کرے اور ایام قربانی گزر جائیں تو اس جانور کو کیا کرے؟ کسی آیت یا حدیث سے اس کا صاف صاف پتہ نہیں چلتا ۔ لیکن اگر اس مسئلے کو مسئلہ ہدی عمرہ پر ، جو حدیث صحیح میں وارد ہے قیاس کریں تو اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ ایسے شخص کو درمیان سال کے اس جانور کی قربانی کرنی چاہیے ۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ 6ھ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ عمرہ کے قصد سے احرام باندھے ہوئے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے ۔ مکہ والوں نے آگے بڑھ کر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ میں جانے اور عمرہ کرنے سے حدیبیہ کے مقام میں روک دیا ، ہر چند اس کی طرف سے کہا گیا کہ ہم لوگ صرف عمرہ کرنے کو آئے ہیں ۔ عمرہ کر کے چلے جائیں گے لڑنے کو نہیں آئے ہیں ، تب بھی مکہ والوں نے نہیں مانا اور اس سال عمرہ کرنے سے روک دیا ۔ مجبوری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے عمرہ کا احرام اتارا اور ہدی عمرے ، یعنی جانور جو عمرہ میں قربانی کرنے کے لیے ساتھ لائے تھے ان کو ذبح کیا ۔ حالانکہ ہدی عمرہ کے ذبح کرنے کی جگہ شرعاً مقرر ہے وہ حرم ہے نہ کہ حرم سے خارج اور یہ جگہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ عنھم اجمعین نے ذبح کیا تھا حرم سے خارج ہے جیسا کہ سورۃ الفتح (پارہ 26 ، رکوع :11)

هُمُ الَّذينَ كَفَروا وَصَدّوكُم عَنِ المَسجِدِ الحَرامِ وَالهَدىَ مَعكوفًا أَن يَبلُغَ مَحِلَّهُ ... ٢٥ ... سورة الفتح

یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمھیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو بھی ، اس حال میں کہ وہ اس سے روکے ہوئے تھے ۔ کہ اپنی جگہ تک پہنچیں ۔ سے ظاہر ہے نیز صحیح بخاری میں ہے :

والحديبية خارج من الحرم[1] (حدیبیہ حرم سے خارج ہے)

فتح الباری (2/193 مطبوعہ دہلی) میں ہے :

، كلام الشافعي في "الأم" ، وعنه أن بعضها في الحل وبعضها في الحرم ، لكن إنما نحر رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحل استدلالا بقوله تعالى : وَصَدّوكُم عَنِ المَسجِدِ الحَرامِ وَالهَدىَ مَعكوفًا أَن يَبلُغَ مَحِلَّهُ قال : ومحل الهدي عند أهل العلم الحرم وقد أخبر الله تعالى أنهم صدوهم عن ذلك اه"

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے ۔ ان سے مروی ہے کہ اس (حدیبیہ) کا کچھ حصہ حل میں اور کچھ حرم میں ہے ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حل میں نحر کیا ، اس کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

وَصَدّوكُم عَنِ المَسجِدِ الحَرامِ وَالهَدىَ مَعكوفًا أَن يَبلُغَ مَحِلَّهُ ... ٢٥ ... سورة الفتح

اور تمھیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو بھی ، اس حال میں کہ وہ اس سے روکے ہوئے تھے کہ اپنی جگہ تک پہنچیں ۔ امام صاحب نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک ہدی کے ذبح کرنے کی جگہ حرم ہے اور اللہ تعالیٰ نے (مذکورہ بالا فرمان میں) یہ خبر دی ہے کہ انھوں نے ان (مسلمانوں) کو اس سے روکا ۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے :

"خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم معتمرين فحال كفار قريش دون البيت فنحر رسول الله صلى الله عليه وسلم بدنه وحلق رأسه "[2]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے نکلے تو کفار قریش بیت اللہ کے سامنے حائل ہوگئے ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیبیہ ہی میں قربانی کا جانور) اپنا اونٹ نحر کیا اور سر منڈوایا ۔

مسور بن مخرمہ وغیرہ کی حدیث میں ہے :

"فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ : "قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا .... الی قولہ : فلما رأوا ذلك قاموا فنحروا"[3]

جب عہدنامہ کی تحریر سے فراغت ہوئی تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین سے) فرمایا : "اٹھو!قربانیاں کرواور پھراپنے سر مونڈلو"۔۔۔جب انھوں نے یہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کواپنا جانور نحر کرتے ہوئے) دیکھا تووہ اٹھے اورانھوں نے قربانیاں کیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر عمرے میں کوئی شخص باارادہ قربانی جانور خرید کرے اور حرم تک ،جواس کے ذبح کی جگہ شرعاً مقرر ہے۔ لے جانے سے روکا جائے تواس کوجہاں روکا گیا ہے ذبح کردینا چاہیے اوراس کے حق میں حرم کی تخصیص ساقط ہے۔ توجس طرح ہدی عمرہ کے ذبح کی ایک خاص جگہ حرم مقرر ہے۔ اسی طرح ذبح اضیحہ کا ایک خاص وقت (بقرعید کا دن یا اس کے بعد تک کئی دن) مقرر ہے۔ فرق دونوں میں سے صرف جگہ اور وقت کا ہے توجس طرح ہدی میں مجبوری کی حالت میں جگہ کی قید ساقط ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اضیحہ میں بھی مجبوری کی حالت میں قیاساً علیہ دقت کی قید ساقط ہوسکتی ہے۔ اگراس مسئلے کو نماز کے مسئلے پر قیاس کریں تواس سے بھی وہی ثابت ہوگا جو مسئلہ ہدی عمرہ پر قیاس کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو اثنائے سال میں اس جانور کی قربانی کرنی چاہیے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ کے اوقات مقرر ہیں اور یہ بات سب لوگ جانتے ہیں۔ سورت نساء (رکوع :15) میں ہے :

إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتۡ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ كِتَٰبٗا مَّوۡقُوتٗا **١٠٣** ... سورة النساء

بے شک نماز ایمان والوں پر ہمیشہ سے ایسا فرض ہے جس کا وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

حالانکہ احزاب کی لڑائی ہی میں مجبوری سے ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ عنھم اجمعین نہیں پڑھ سکے۔ جب لڑائی سے فارغ ہوئے، تب عشاء کے وقت چاروں نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اکھٹی پڑھیں توجس طرح نمازوں میں وقت شرع میں مقرر ہے اسی طرح اضیحہ کا وقت بھی شرع میں مقرر ہے اور جس طرح مجبوری کی حالت میں نمازوں میں وقت کی قید ساقط ہوگئی، اسی طرح مجبوری کی حالت میں اضیحہ میں بھی قیاساً علیہ وقت کی قید ساقط ہوسکتی ہے۔ یعنی اگر بوجہ مجبوری وقت مقرر پر قربانی نہ ہوسکے توجب مجبوری رفع ہوجائے، اس وقت قربانی کرے اور قربانی کو باصطلاح فقہا قضا کہیں گے، کیونکہ ادا وقضا میں بالصطلاح فقہاء یہی فرق ہے کہ جس کام کا جو وقت شرعاً مقرر ہے اگراس کواس کے وقت پر کیا تواس کا نام ادا ہے اور وقت مقرر کے گزرجانے پر کیا تو قضا ہے۔ واضح رہے کہ ان دونوں قیاسوں سے صرف اسی شخص کے حق میں وقت کی قید کا سقوط ثابت ہوگا، جس نے قربانی وقت مقرر پر بوجہ مجبوری نہیں کی، نہ اس شخص کے حق میں جس نے بلاعذر وقت مقرر پر قربانی نہیں کی۔ اس کے حق میں وقت کی قید کا سقوط ان قیاسوں سے ثابت نہیں ہوگا اور کوئی دوسری دلیل جس سے آخر الذکر شخص کی نسبت کوئی حکم ثابت ہواس وقت پیش نظر نہیں ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

---

[1]۔ صحیح البخاری(2/643)

[2]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث(1717)

[3]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث(2581)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ:311

محدث فتویٰ